دین اسلام

کے خَدّوخال

مصنف

امام المناظرین حضرت علامہ مولانا

صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ اشاعت العلوم، وسن پورہ لاہور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰہِ

بیادامام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب	--------	دین اسلام کے خدوخال
مصنف	--------	حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ
صفحات	--------	۲۴
اشاعت	--------	صفر المظفر ۱۴۳۸ھ/نومبر 2016ء
تعداد	--------	اوّل تا پنجم آٹھ ہزار
	--------	ششم پانچ ہزار
تعداد	--------	دو ہزار (موجودہ)
ناشر	--------	ادارہ اشاعت العلوم لاہور
قیمت	--------	20 روپے

ملنے کا پتا

ادارہ اشاعت العلوم

جامع مسجد حنفیہ صوفی صاحب والی وسن پورہ لاہور

ترتیب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ناظرین کرام:

آپ کو اکثر و بیشتر ایسے انسان ملتے ہوں گے یا ملیں گے جنہوں نے دوسروں کو خوف خدا دلانا اپنی عادت بنا رکھا ہے۔ بذات خود اللہ کا خوف ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔

اس کے ساتھ ہی ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو دوسرے لوگوں کو اس بات کا یقین دلانا اپنا فرض عین سمجھتے ہیں کہ اللہ کا خوف جس قدر میرے اندر ہے شاید ہی کسی دوسرے میں ہو سکے۔

لیکن عزیزانِ گرامی! زبانی دعویٰ جو دلائل سے خالی ہو، بالکل بیکار اور مردود ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خوف کا دعویٰ اُسی وقت درست ہو سکتا ہے جبکہ اس کے لوازمات بھی انسان میں پائے جاتے ہوں۔ ورنہ زبانی دعویٰ تو ابلیس مردود کا بھی یہی ہے کہ

اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (سورۃ المائدۃ آیت ۲۸)

ترجمہ: بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اب ہر انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ ابلیس کو اس دعوے کا کیا فائدہ؟

ہاں خوف خدا کا فائدہ تو جب ہے کہ انسان خود بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرے۔ بصورت دیگر یہ ابلیسی خوف اسے جہنم میں

لے جائے گا۔

عالم کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِنِّی اَخْشَاکُمْ وَاَتْقَاکُمْ

ترجمہ: میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوں اور سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں۔

معلوم ہوا کہ ڈر وہی سود مند ہے جس کے ساتھ پرہیز گاری ہو۔ اس مختصر تمہید کے بعد ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ مملکت اسلامیہ کا سربراہ کیسا ہونا چاہئے۔

اس بات کا ہمیں یقین ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم جیسا مومن اور متقی سربراہ ہمیں نصیب نہیں ہو سکتا لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم ملک ایسے لوگوں کے حوالے کر دیں جو سرے سے اسلام کی ہی اہانت کرنے والے ہوں۔

آج ہر شخص دین اسلام کا معنیٰ اور مفہوم اپنی نفسانی خواہش کے مطابق تراشے ہوئے ہے۔ اور اسی من گھڑت اسلام کے نفاذ کی کوشش میں ہے۔ لیکن جو ذات اطہر صلی اللہ علیہ وسلم اس پاکیزہ دین کو لانے والی ہے۔ اسے ہم نے اس طرح پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ گویا کہ ہمارا ان کے ساتھ کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔

یہ سب کچھ اپنے جھوٹے وقار کی حفاظت کے پیش نظر ہے لیکن اس ملک کے باشندوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جو بھی اپنے وقار کی حفاظت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہوا۔ اسے سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عام انسانیت کو یہ سبق دیا ہے۔

فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ (سورۃ روم آیت نمبر ۴۲)

ترجمہ: اے انسان! دیکھ لے تم سے پہلوں کا انجام کیسا ہوا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اشارہ ہے کہ جن لوگوں سے تمہاری روش ملتی جلتی ہوگی۔ ان جیسا ہی تمہارا انجام ہوگا۔

ہمارے ملک پاکستان میں اس بات پر رسہ کشی ہو رہی ہے کہ اس مملکت اسلامیہ کی سربراہی کا کون سا گروہ حقدار ہے۔ ملک چونکہ جمہوریت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس لیے موجودہ حکومت اور رعایا اس بات پر متفق ہیں کہ جلد از جلد الیکشن ہونا چاہئے لیکن میرے عزیزو یہ بات خوب یاد رکھو کہ الیکشن کرانے میں دونوں باتوں کا امکان ہے۔

اوّل:

چناؤ کسی نااہل کا ہو جائے۔

دوم:

ممکن ہے کہ چناؤ ایسے لوگوں کا ہو جو واقعی اسلامی ملک کی سربراہی کے اہل ہوں۔

پہلی صورت (نااہلوں کا چناؤ) ایسی ہے کہ اس صورت میں چننے والے عوام کی آخرت کی بربادی کا سو فیصدی یقین ہے۔

اسلامی ملک کا اقتدار ایسے لوگوں کو سونپ دینا جو نااہل ہوں۔ ایک گناہ عظیم ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں قرآن کریم کی نص قطعی کا انکار ہے۔ وہ نص یہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (سورۃ النساء آیت ۵۸)

ترجمہ: (اے ایمان والو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اُن کے اہل کے حوالے کرو۔

اگر ہم ملک پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بنانے میں ابتداً ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے۔ (یعنی یہ خداداد ملک جو اللہ کی امانت ہے نااہل لوگوں کے حوالے کریں گے۔) تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہم اور ہمارا ملک کس طرح حقیقی مسلمان

کہلا سکتا ہے؟

اب ہم دلائل کے ساتھ ثابت کرتے ہیں کہ:

اسلامی ملک کے اقتدار کے اہل کون لوگ ہیں؟

اللہ تعالیٰ مسجد حرام کے متعلق فرماتا ہے:

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۝ (الانفال آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ: کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں (مشرکوں کو) عذاب نہ دے گا حالانکہ وہ (لوگوں کو) روکتے ہیں۔ مسجد حرام سے حالانکہ وہ اس کی تولیت کے اہل نہیں۔ مسجد حرام کے متولی سوائے پرہیزگاروں کے اور کوئی نہیں۔

طرز استدلال یوں ہے کہ جب مسلمانوں کے ایک عبادت خانے کے والی صرف متقی لوگ ہی ہو سکتے ہیں، کوئی دوسرا اس کا مجاز نہیں تو پورے اسلامی ملک کے وُلاۃ (سرپرست) بدعقیدہ لوگ کیسے ہو سکتے ہیں؟

مذکورہ بالا آیت میں مشرکوں کو اسلامی عبادت خانہ کی تولیت کے نااہل قرار دیا ہے۔ اور متقین کی اہلیت ثابت کی گئی ہے اور یہ ایک عام فہم سی بات ہے کہ قرآن کریم میں جب شرک کے مقابلے میں تقویٰ کا ذکر ہو تو اس تقویٰ سے اسلام کے منافی عقائد سے بچنا مراد ہوتا ہے۔ اس لیے متقون سے صحیح العقیدہ لوگ مراد ہے۔ لہٰذا جو لوگ اسلامی عقائد کے حامل نہیں۔ ان کو اسلامی ملک کا اقتدار سونپنا اسلام کے سراسر منافی ہے۔

بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دین اسلام کی وضاحت

عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ

نَصِيْحَةٌ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ ۔ (مسلم شریف جلد نمبر ا ص ۵۴)

ترجمہ: حضرت تمیم داری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین نصیحت اور خیر خواہی ہے۔ ہم نے عرض کیا کس کی خیر خواہی۔ فرمایا اللہ کی اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے ائمہ کی اور عامۃ المسلمین کی۔

شارح بخاری و مسلم شریف شیخ الاسلام محی الدین نووی المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

هٰذَا حَدِيْثٌ عَظِيْمُ الشَّانِ وَعَلَيْهِ مَدَارُ الْاِسْلَامِ

ترجمہ: یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اسی پر اسلام کا مدار ہے۔

(شرح نووی مع مسلم شریف جلد ا ص ۵۴)

پھر اس عظیم الشان حدیث مبارک کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی خیر خواہی

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی یہ ہے کہ "انسان اُس پر ایمان لائے۔ اُس کو شریکوں سے بلند و برتر جانے اس کی صفات کے متعلق ملحدوں کا طریقہ اختیار نہ کرے۔ اُس کو تمام صفات کمال و جمال سے متصف یقین کرے۔ اس کو تمام نقائص سے پاک سمجھے۔ اس کی اطاعت کرے اور نافرمانی سے بچے، محبت اور بغض اسی کی خوشنودی کے لیے ہو۔ اس کے فرماں برداروں سے محبت اور نافرمانوں سے عداوت رکھے۔ اس کا انکار

کرنے والوں سے جہاد کرے۔ اس کی نعمتوں کا اعتراف اور اُن کا شکر ادا کرے۔ تمام امور میں نیت خالصتاً للہ ہو۔ اور ان تمام باتوں کی طرف دوسروں کو بھی دعوت دے۔ (شرح مسلم شریف مع صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۵۱)

کتاب اللہ (قرآن پاک) کی خیر خواہی

کتاب اللہ کی خیر خواہی یہ ہے کہ ''قرآن کریم کو مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰهِ اور اسی کا کلام یقین کرے مخلوق میں سے کسی کے کلام کو اس کے برابر نہ سمجھے۔ یہ بھی یقین کرے کہ تمام مخلوق قرآن کی مانند کلام کرنے سے عاجز ہے۔ اس کی تلاوت کے وقت اس کی عظمت کو پیش نظر رکھ کر ایک ایک حرف کی تلاوت کا پورا پورا حق ادا کرے۔ اس میں تحریف اور طعنہ کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دے جو کچھ بھی اس میں مذکور ہے۔ اس کی تصدیق کرے۔ اس کے تمام احکام پر سختی سے پابند رہے۔ (ایضا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی یہ ہے کہ '' آپ کی رسالت اور جو کچھ آپ لے کے آئے ہیں۔ سب پر ایمان رکھے اور آپ کے امر اور نہی کی اطاعت کرے۔ آپ کی حیات ظاہرہ میں اور بعد وفات بھی آپ کا مددگار رہے۔ آپ سے محبت رکھنے والوں سے محبت اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی رکھے۔ آپ کے حق اور وقار کو عظمت کی نگاہ سے دیکھے۔ آپ کے طریقہ کو زندہ اور آپ کی شریعت کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرے۔ آپ کی احادیث کی عظمت اور جلالت کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ قرأت حدیث کے وقت باادب رہے اور بغیر علم کے احادیث میں گفتگو نہ کرے۔ اور جن لوگوں کو احادیث سے تعلق خدمت حاصل ہے اُن (یعنی محدثین کرام) کی تعظیم کرے۔ آپ کے اخلاق و آداب کو اپنائے۔ آپ کے اہل بیت

اور اصحاب سے محبت رکھے۔ مبتدع اور صحابہ کے دشمن لوگوں سے کلیتہً علیحدہ رہے۔ (شرح مسلم شریف مع صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۵۱)

بدعتی کی تعریف

المبتدع من اعتقد شيئًا ممايخالف اهل السنة

ترجمہ: بدعتی وہ ہے جس کا کوئی عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہو۔

(فتح الباری جز ثالث ص ۳۲۸)

ائمہ اسلام کی خیر خواہی

اہل سلام کے ائمہ کی خیر خواہی یہ ہے کہ حق باتوں میں ان سے تعاون کیا جائے اور ان کے فرمانوں کی اطاعت کی جائے۔ اگر مسلمانوں کے متعلق ان سے کوئی غفلت ہو جائے تو ان کے احترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کو متنبہ کرے۔ ان کی مخالفت سے باز رہے۔ لوگوں کے دلوں کو ان کی اطاعت کی طرف مائل کرے ان ائمہ میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو علمائے دین (یعنی فقہائے کرام ہیں) ان کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی مرویات کو قبول کرے۔ احکام میں ان کی تقلید کرے۔ ان سے ہمیشہ حسن ظن رکھے۔ (فتح الباری جز ثالث ص ۳۲۸)

عام مسلمانوں کی خیر خواہی

عام مسلمانوں کو خیر خواہی یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف سے ان کی رہنمائی کرے جن میں ان کا دنیا اور آخرت کا نفع ہو۔ ان کو تکلیف دینے سے بچے، دینی اور دنیوی باتیں جن کا اُن کو علم نہ ہو اُن کی انہیں تعلیم دے۔ قول و فعل سے اُن کی اعانت کرے۔ اُن کے عیوب پر پردہ ڈالے (یعنی رسوا کرنے کی کوشش نہ کرے) اُن کے لیے نفع کا اہتمام کرے۔ اور نقصان سے محفوظ رکھے۔ ان کو امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر کرتا رہے۔لیکن اس بات میں نرمی اور خلوص سے کام لے۔ان کے بڑوں کی توقیر کرے اور چھوٹوں پر رحم، مواعظ حسنہ سے ان کو خدا کا خوف دلاتا رہے۔جو بات اپنے واسطے بہتر سمجھتا ہو۔ان کے لیے بھی بہتر سمجھے، جو اپنے حق میں بری سمجھتا ہے۔اسے ان کے حق میں بھی بُری سمجھے ملخصًا۔

(شرح مسلم شریف مع صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۵۱)

مندرجہ بالا باتیں اُس اجمال کی تفصیل ہیں جو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی تعریف میں فرمایا ہے۔

یہی صحیح اور سچا اسلام ہے اور اس پر ہی عمل پیرا ہونے والے لوگ دنیا اور آخرت میں فلاح پانے والے ہیں۔

یوں سمجھنا چاہئے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو پانچ حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔

اوّل: اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی، دوم: قرآن مجید کی خیر خواہی، سوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی، چہارم: ائمہ اسلام کی خیر خواہی، پنجم، عامۃ المسلمین کی خیر خواہی، جن کی تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں۔

عظمت خداوندی کے خلاف عقیدہ اور نظریہ رکھنے والے محمود حسن

دیوبندی کا عقیدہ

اللہ سبحانہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ تمام برائیاں جو انسان کی قدرت میں ہیں اللہ تعالیٰ بھی اُن پر قادر ہے۔(الجہد المقل ص ۴۱، مصنفہ محمود الحسن دیوبندی)

وحید الزماں غیر مقلد کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ ظالم بھی ہو سکتا ہے۔(کنز الحقائق ص ۶ وحید الزماں غیر مقلد)

اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ ہمہ وقت عالم الغیب نہیں بلکہ جب چاہتا ہے۔غیب کی بات دریافت کرتا ہے۔(تقویۃ الایمان ص ۱۱۶ اسماعیل دہلوی)

ایسی ہی اور باتیں جن سے اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے۔اگر ان نظریات کے حاملوں کی زبان کو لگام نہ دی جائے۔اور ان کی تحریروں کی تردید نہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی ختم ہو جاتی ہے بلکہ یوں سمجھ لینا چاہئے۔ایک حصہ اسلام کا ہم سے رخصت ہوا۔

قرآن مجید میں تحریف معنوی کرنیوالے

قرآن مجید میں تحریف معنوی کرنا اور آیات قرآنیہ کو غیر محل پر چسپاں کرنا مثلاً مشرکین اور بتوں والی آیات کو انبیاء اولیاء اور مومنین پر چسپاں کرنا جیسا کہ مودودی صاحب نے تفہیم القرآن اور مولوی غلام خاں راولپنڈی والے نے اپنی تفسیر جواہر القرآن میں کیا ہے۔وعظوں اور تقریروں میں ایسا کرنا جمعیت علمائے اسلام کے بعض افراد کا مستقل شیوہ ہے اور بعض مصلحتاً بھیگی بلی بن کر خاموش رہتے ہیں۔

مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی نے تو بسم اللہ ہی غلط کر دی

مودودی صاحب نے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تشریح میں ہی کمال کر دکھایا ہے لکھتے ہیں کہ درازیٔ قد کے ذکر میں جب لمبا کہنے سے تسلی نہیں ہوتی۔تو اس کے بعد تڑنگا بھی کہتے ہیں۔(تفہیم القرآن جلد ۱ ص ۴۴)

گویا کہ جس طرح ہم ایک بامعنی لفظ (لمبا) بولنے کے بعد ایک لغو لفظ (تڑنگا) کہتے ہیں۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رحمٰن کے بعد رحیم کہا ہے۔سبحان اللہ جب بسم اللہ شریف ہی کی یہ گت بنائی ہے۔باقی سارے قرآن کے متعلق ناظرین خود فیصلہ

کرلیں۔

سو جناب اگر ایسے لوگوں پر گرفت نہ کی جائے تو قرآن کریم کی خیر خواہی ختم اور اسلام کا دوسرا حصہ بھی رخصت ہوا۔

عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے دلوں سے نکالنے والے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور آپ کی عظمت کو لوگوں کے دلوں سے نکالنے کے لیے جو لوگ دن رات برساتی مینڈکوں کی مانند ٹرّاتے رہتے ہیں کہ آپ ہمارے جیسے ہی ایک خاکی بشر تھے۔ آپ کو نوری ماننا گمراہی ہے۔ آپ کے لیے علم غیب ثابت کرنا شرک ہے۔ آپ کے لیے کسی قسم کی قدرت ماننا بھی شرک ہے۔ آپ کو پکارنے والے کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ کو حاضر و ناظر ماننا بھی شرک ہے۔ وغیرہ وغیرہ یا رسول اللہ مت کہو، بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام مت پڑھو۔

اگر ان لوگوں کی بھی سرکوبی نہ کی جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی ختم ہو جاتی ہے۔ گویا کہ اسلام کا تیسرا حصہ بھی ہم سے رخصت ہو گیا۔

ائمہ اسلام کے دشمن رافضی اور خارجی ہیں

ائمہ اسلام میں خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ اہل بیت اطہار ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم ائمہ طریقت یعنی اولیاء اللہ بھی شامل ہیں۔

ان ائمہ اسلام کے دشمن بھی موجود ہیں۔ یعنی صحابہ کرام کے دشمن رافضی اہل بیت کے دشمن خارجی جن کا امیر یزید ہے۔ جسے وہ امیر المؤمنین یزید رضی اللہ عنہ یقین کرتے ہیں جس کا ثبوت خارجیوں کی کتاب ''رشید ابن رشید'' ہے جو ضبط بھی ہو چکی ہے۔ ائمہ فقہاء اور دیگر اولیاء کے دشمن غیر مقلد جو ان بزرگان دین کے حق میں

طرح طرح کا زہر اگلتے رہتے ہیں۔

غیر مقلدوں کے روحانی باپ صدیق حسن خاں کہتے ہیں

سرچشمہ سارے جھوٹے حیلوں اور مکروں کا اور کان تمام فریبوں اور دغابازیوں کی علم رائے ہے۔ جو مسلمانوں میں بعد پیغمبر برحق کے پھیلا ہے۔ اور مہا جال اس سب خرابیوں کا بول چال فقہا اور مقلدوں کی ہے۔ اور ساری خرابی ڈالی ہوئی ان ملاؤں کی ہے جو دام تقلید میں گرفتار ہیں۔ اور بدعت اور شرک کے نشہ میں سرشار۔

(ترجمان وہابیہ ص ۲۴)

بلکہ بعض (اسماعیل دہلوی) نے تو یوں کہہ دیا ہے۔

اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۱)

اور خود ہی تقویت الایمان کے صفحہ نمبر ۱۹ پر یہ وضاحت بھی کر دی کہ بڑوں سے مراد انبیاء اور اولیاء ہیں۔

سو اگر مسلمان ان دریدہ دہن لوگوں کی زبان اور قلم کو نہ روکیں تو ائمۃ المسلمین کی خیر خواہی بھی ختم ہو جاتی ہے گویا کہ چوتھا حصہ اسلام کا بھی رخصت ہوا۔

عامۃ المسلمین کو اسلام دشمن لوگوں سے بچانا

عامۃ المسلمین کو اگر مذکورہ بالا اسلام دشمن لوگوں سے نہ بچایا جائے یعنی ان کی برائیاں عوام کے سامنے تحریراً تقریراً بیان نہ کی جائیں اور عوام کو ان سے نفرت نہ دلائی جائے تو عامۃ المسلمین کی خیر خواہی بھی ختم ہو گئی اور اسلام کا پانچواں حصہ بھی رخصت ہو گیا۔ اب کونسا اسلام باقی رہ جائے گا۔

کن لوگوں کو عاقبت کی فکر کرنی چاہیے؟

اُن لوگوں کو اپنی عاقبت کا فکر کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ، قرآن مجید، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ائمہ کرام اور عوام کی خیر خواہی کرنے والوں کو فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے مرتکب قرار دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ فرقہ وارانہ منافرت سے روکنا تو یہ ہے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کے عیوب و نقائص بیان کر کے اس کی طرف سے لوگوں کو متنفر نہ کرے۔ اس قول کا قائل دو باتوں میں سے ایک پر ضرور جزم رکھنے والا ہے۔

اوّل:

اس کے نزدیک تمام فرقے ہی حق پر ہیں اور درست ہیں۔ لہٰذا کسی ایک فرقہ کو دوسرے سے متنفر کرنے کا حق حاصل نہیں۔

دوم:

اس کے نزدیک تمام فرقے باطل ہیں۔ لہٰذا ایک باطل کو دوسرے باطل فرقہ سے نفرت دلانا صرف فتنہ اور فساد برپا کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے لوگ

ان دونوں مذکورہ بالا باتوں میں سے کسی ایک پر عقیدہ رکھنے والا یقیناً اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والا ہے کیونکہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ (آل عمران آیت نمبر ۱۰۶)

ترجمہ: روز حشر کچھ چہرے روشن اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔

روشن چہرے کن لوگوں کے ہوں گے!

اس آیت کے تحت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مرفوعاً اور سید المفسرین خیر اُمت اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما موقوفاً فرماتے ہیں۔

قَالَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَھْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہُ اَھْلِ الْبِدْعِ وَالضَّلَالَةِ ۔

(تفسیر فتح القدیر للشوکانی جلد نمبر ۱ ص ۱۷۱، تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۱ ص ۳۹۰، تفسیر در منثور جلد ۲ ص ۶۳، تاریخ بغداد للخطیب جلد ۷ ص ۳۸۹)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ روشن چہرے اہل سنت و جماعت کے ہوں گے اور منہ کالے تمام نو پید گمراہ فرقوں کے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہوا کہ تمام فرقے یکساں نہیں بلکہ اہل سنت مذہب حق اور باقی تمام نو پید فرقے گمراہ ہیں۔

جنتی گروہ کی پہچان

دوسری حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ

ترجمہ: ”میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سوائے ایک گروہ کے تمام جہنم میں جائیں گے۔ عرض کیا گیا وہ ایک کونسا گروہ ہے فرمایا جو میرا اور میرے صحابہ کا پیروکار ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام ص ۳۰)

مذکورہ بالا دونوں حدیثیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ تمام فرقوں میں سے

صرف اہلسنّت ہی حق پر ہیں۔

اب مذہبی رواداری کے علمبرداروں سے سوال ہے کہ اگر اچھوں اور بروں کی پہچان (جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرائی) کرانا فرقہ وارانہ منافرت پھیلانا ہے اور ملک وملت کے لیے بدخواہی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا پاکستان کے حکمران قرآن وسنت وحدیث کی اشاعت بند کردیں گے۔ یا ان آیات اور احادیث مبارکہ کو اسلامی کتب سے نکال پھینکیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہرگز نہ ہو سکے گا۔

اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی امتیازی شان

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نمبر۱: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران آیت نمبر۱۱۰)

ترجمہ: تم بہتر ہو سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

نمبر۲: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (سورۃ توبہ آیت نمبر۷۱)

ترجمہ: مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور ہر برائی سے منع کریں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ: اس اُمت کے ایمانداروں کی شان نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔

نیکوں کی پہچان کرانا امر بالمعروف میں داخل ہے کیونکہ جب نیک لوگوں کی عظمت اور شان عوام کے سامنے بیان کی جائے گی جبھی تو وہ نیک کاموں کی طرف

مائل ہوں گے۔

نوپید گمراہ فرقوں کی پہچان کرانا نہی عن المنکر میں داخل ہے۔ جب گمراہوں کی گمراہی اور بے دینی عوام کے سامنے بیان ہوگی جبھی وہ ان سے متنفر ہوکر ان کے عوام فریب سے بچنے کی کوشش کریں گے۔

دین اسلام کے بدترین دشمن

جولوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فرقہ وارانہ منافرت قرار دے رہے ہیں۔ وہ دراصل دین اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔

پکا اور سچا مؤمن وہی ہے جس کے عقائد اور اعمال دونوں قرآن وحدیث کے مطابق ہوں اور ایسے لوگوں کا ملک ہی حقیقتاً اسلامی مملکت کہلانے کا حقدار ہے۔

جس رواداری کا ڈھنڈورا دن رات پیٹا جا رہا ہے۔ اس کا دین اسلام میں کہیں نام ونشان بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دومرتبہ حکم فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

(سورۃ توبہ آیت نمبر۷۳)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔ اُن سے سختی کے ساتھ پیش آؤ۔

جھوٹی گروہ بندی بے کار ہے

جولوگ ایک طرف تو قرآن وسنت کے نفاذ کی رٹ لگا رہے ہیں اور دوسری طرف قرآن وسنت کی بدترین مخالفت پر تلے ہوئے ہیں یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فرقہ وارانہ منافرت قرار دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہیے۔ بالآخر مرنا ہے۔ یہ جھوٹی گروہ بندی ہرگز کام نہ آئے گی۔

کافروں اور منافقوں سے سختی ضروریات دین میں سے ہے

یادرکھو! کافروں اور منافقوں کے ساتھ سختی ضرورت دین سے ہے۔ اس کا انکار قرآن کریم کی نص قطعی کا انکار ہے۔ جو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کردیتا ہے۔ میں ان تمام فرقوں کو جو اہل سنت و جماعت کے مخالف ہیں دعوت دیتا ہوں کہ اگر تم لوگوں میں طاقت ہے تو کفار و منافقین کے ساتھ جہاد اور سختی سے پیش آنے والی آیت کے حکم کو منسوخ ثابت کردکھاؤ۔ یا یہ ثابت کردکھاؤ کہ اسلام میں سے منافقین کا وجود ختم ہوگیا ہے۔

اگر ایسا نہ کرسکو تو اللہ سے ڈرو۔ دین اسلام کے خدوخال کو مسخ کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اور مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کو مجبور نہ کرو کہ اُسے تمہارے چہروں سے اسلامی نقاب اٹھا کر اصلی چہرے عوام کو پھر ایک بار دکھانے پڑ جائیں۔

منافقوں کی نشانیاں از روئے قرآن

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۷)

ترجمہ: منافق مرد اور عورتیں ان سب کی ایک ہی چال ہے برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں۔

ناظرین کرام:

آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ اچھوں کو اچھائی اور بروں کو برائی بیان کرنے سے روکنا نہی المعروف نہیں تو اور کیا ہے؟ اور ایسا کرنا کن لوگوں کی علامت بیان ہوئی ہے؟

اور پھر کمال یہ ہے کہ مقلد اور غیر مقلد ہر دو قسم کے وہابی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، واولیاء کرام صحابہ کرام اہل بیت اطہار کی اہانت پر رات دن کمر بستہ ہیں۔ تقریر وتحریر کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

ان لوگوں کے ایسے ایسے غلیظ سوالات راقم الحروف کے پاس آتے ہیں کہ پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ۸۔۷۔۱۰۔۲۰ بروز جمعہ پانچ صفحات پر مشتمل ایک سوالنامہ مجھے بھیجا گیا جس میں:

اوّل:

پہلے نمبر پر نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاکی انسان ثابت کرنے کے لیے ایسے دلائل نقل کیے گئے ہیں جن کو اصل مسئلہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پر کافی دلائل موجود ہیں اور اس مسئلہ پر فقیر کا وہابیوں کو چیلنج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر فرمایا ہے۔ اگر یہ لوگ ثابت کردیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی خاکی مخلوق کو بھی سراج منیر فرمایا ہے۔ تو بندہ ایک حوالہ پر ایک صد روپیہ بطور انعام پیش کرنے کو تیار ہے۔ سورج سراج ہے۔ قمر منیر ہے۔ جب یہ خاکی نہیں، تو جو ذات سراج بھی ہے اور منیر بھی وہ خاکی کیسے؟

دوم:

رفع یدین کے متعلق لکھا ہے کہ:

''حضرت خدیجہ نے فرمایا حضور آخری دم تک رفع یدین کرتے رہے''۔

''حالانکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے تین سال قبل دنیا سے رخصت ہوگئیں تھیں''۔

سوم:

لکھا ہوا ہے کہ:

''ہم تو صحابۂ کرام کے مقابل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو ہی درست تسلیم کرتے ہیں۔ جو حضور کی بجائے کسی صحابی کی بات کو درست تسلیم کرے وہ ملعون ہے''۔

چہارم:

لکھا ہے کہ:

''نبی پاک نے حکم دیا تھا کہ ایک بالشت سے زائد کی تمام قبریں ڈھادو''۔

یہاں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ملک پاکستان میں یہ وہابی مسلط ہو جائیں۔ تو اولیاء کرام کے مقدس مزارات گرانے کی مذموم کوشش ضرور کریں گے۔

پنجم:

لکھا ہوا ہے کہ:

''حضرت علی ہجویری کو گنج بخش کہنا غلط ہے کیونکہ خود وہ اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں:

''جاہل تمہیں گنج بخش کہتے ہیں، حالانکہ تم کسی کو جو کا دانہ نہیں دے سکتے''۔

(دیانت داری کا یہ عالم ہے کہ حوالہ تک نہیں دیا)

مذکورہ بالا عبارت ساری کی ساری سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رضی اللہ عنہ پر کذب وافترا ہے۔ اس کا جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ:

لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ○ (آل عمران آیت نمبر ۶۱)

ترجمہ: جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔

بقول وہابیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمیری جاہل ہیں

وہابیوں کے نزدیک سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ معاذ اللہ جاہل ہیں کیونکہ:

''گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا''۔

تو آپ کا ارشاد ہے:

یہ ہے ان لوگوں کا اسلام جو مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کو فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کا الزام دیتے ہیں۔

حضرات:

نتیجتاً پھر ایک بار بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ

''دین اسلام اللہ تعالیٰ جل جلالہ، قرآن مجید، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آئمۃ المسلمین اور عامۃ المسلمین کی خیر خواہی کا نام ہے''۔

مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کے مدمقابل تمام گروہ یہ رٹ لگا رہے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ، قرآن مجید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آئمہ اسلام اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی منافرت پھیلانا ہے۔

اب آپ ہی انصاف کریں کہ کون سچا ہے اور جو سچا ہے بحکم قرآن وہی اس قابل ہے کہ اس کی پیروی اور اطاعت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۝

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۹)

ترجمہ: ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو۔

ہم وطن عزیزان گرامی! آپ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور اخباروں میں پڑھ لیا۔ ایک اجتماع ملتان میں ہوا دوسرا رائے ونڈ میں۔

سنی حضرات سنی اجتماع میں شامل ہوئے اور وہابی لوگ رائے ونڈ میں وہابیوں کے اجتماع میں شامل ہوئے۔(۱)

کیا اب بھی کسی کو شک باقی ہے کہ سنی کون ہے اور وہابی کون؟

اور ایک جماعت ایسی بھی ہے کہ وہ

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۴۳)

ترجمہ: نہ ادھر کے نہ اُدھر کے۔ (کنز الایمان)

لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ جب الیکشن کا وقت آئے تو سنیوں کو ہی کامیاب بنایا جائے۔ قرآن وحدیث کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی امانت سچے اور سچے لوگوں کے حوالے کی جائے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

---

(۱): ۱۹۷۸ء میں...... غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی ملتان میں سنی کانفرنس ہوئی تھی جس سے خائف ہو کر وہابیہ نے اپنی تنظیموں کو از سرِ نو منظم کیا اور بعد میں رائے ونڈ میں جلسہ کیا۔ یہ اشارہ اُسی طرف ہے۔